Q. No. 2 Part (i) سوال نمبر 2 جز (i)

مکتب	مدرسہ
1 مکتب کے معنی لکھنے کی میز کے ہیں۔ مکتب عربی زبان کا لفظ ہے۔	مدرسہ حج ہے مدارس کی جس کے معنی ہیں پڑھنے کا طریقہ۔
2 مکتب میں پڑھنے کا فن سکھایا جاتا ہے۔	مدرسہ کی ضرورت مکتب کے بعد پیش آتی ہیں زیادہ تر پڑھنا سکھایا جاتا ہے۔
3 مکتب کی تعلیم زیادہ تر علماء کے گھروں میں دی جاتی ہے۔	مسجد کے ساتھ بھی مدرسے تعمیر کروائے گئے ہیں جہاں طلبہ کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور طلبہ کے لیے وظائف بھی مقرر کیے جاتے ہیں۔
4 مکتب میں تعلیم دی جاتی ہے لیکن طلبہ کے لیے وظائف نہیں	
5 مکتب میں پڑھانے والے اساتذہ کو معلم کہا جاتا ہے۔	مدرسہ میں پڑھانے والے اساتذہ کو مدرس کہا جاتا ہے۔

Q. No. 2 Part (ii) سوال نمبر 2 جز (ii)

سارجنٹ رپورٹ:-

1 چودہ برس تک عمر کے بچوں کے لیے تعلیم مفت ہوگی۔
2 چھ سال کے بچوں کے لیے نرسری کلاسیں کھولی جائیں
3 چھ سے گیارہ سال کے طلبہ کو دی جانے والی تعلیم پرائمری تعلیم کہلائی گی۔
4 گیارہ سے سولہ سال کے بچوں کو دی جانے والی تعلیم مڈل تعلیم ہے
5 اساتذہ کے لیے تربیتی اداروں کا انتظام شامل ہے۔
6 نصابی کے ساتھ ہم نصابی سرگرمیاں تشکیل دی جائیں گی۔
7 سپیشل بچوں کی تعلیم و تربیت پر توجہ دی جائے گی۔
8 تجارتی اور ٹیکنیکل ادارے قائم کیے جائیں گے۔
9 کلاس میں کمپیوٹر کو موثر طریقے سے طلبہ کے لیے استعمال کیا جائے۔

Q. No. 2 Part (iii) سوال نمبر 2 جز (iii)

مانیٹوریل سسٹم:- برصغیر کے نظام تعلیم میں مانیٹوریل سسٹم رائج تھا۔ مانیٹوریل سسٹم سے مراد ایسا نظام جس میں طلبہ جو تعلیم حاصل کر چکے ہیں وہ اپنی کلاسیں چھوٹی کلاسیں کو پڑھاتے تھے اس سے اساتذہ کو اپنے فرائض کی انجام دہی میں آسانی ہوتی تھی اور مدارس میں نظم و ضبط قائم رہتا تھا۔ اور نظم و ضبط قائم کرنے کا ذمہ داری بھی انہی طلبہ کی تھی جو چھوٹے بچوں کو تعلیم دیتے تھے۔

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:- استاد جب سبق دے دیتا اپنا لیکچر مکمل کر لیتا تو کلاس کے ایک طالب علم جس کی کارکردگی اچھی ہو پہرانے کو کہتا تھا اور وہ طالب علم سبق کو دوبارہ دہراتا تھا اور جس سے طلبہ سبق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے تھے۔ ایسے طالب علم کو "معید" کہتے ہیں

برصغیر میں مانیٹوریل سسٹم نے اساتذہ کے لیے بہت آسانی پیدا کی۔

Q. No. 2 Part (iv) سوال نمبر 2 جز (iv)

درس نظام کی خصوصیات:-

درس نظام کی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

1. اسلامی تعلیمات کی نسبت فلسفہ کو زیادہ اہمیت دی گئی۔
2. نصاب میں جغرافیہ اور تاریخ جیسے اہم مضامین کو شامل نہیں کیا گیا
3. صرف نحو کی تعلیم کو اہمیت دی گئی۔
4. بحث و مباحثے کا طریقہ رائج نہ تھا مطالعہ قوی تھا۔
5. طلبہ میں معلومات کی وسعت و وسعت کے بجائے سوچ و بچار کو زیادہ اہمیت دی گئی۔

Q. No. 2 Part (v) قومی تعلیمی پالیسی 1998- 2010 سوال نمبر 2 جز (v)

اسلامی تعلیم:- حکومت نے پہلی دفعہ تسلیم کیا کہ مسلمانوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق زندگی گزارنے کے مواقع فراہم کرنے کی ذمہ داری حکومت کی ہے۔ اسلیے حکومت کے تعلیمی اداروں میں **ترجمۃ القرآن** کا مضمون شاملِ نصاب کیا۔ طلبہ کو ترجمے کے ساتھ قرآن کی تعلیم دی جاتی۔ اور یہ درسویں سے بارھویں جماعت کے طلبہ کے نصاب میں شامل کیا گیا۔

ابتدائی تعلیم:- ابتدائی تعلیم کو مفت دینے کی سفارش کی گئی۔ پہلی سے پانچویں ابتدائی تعلیم کا دورانیہ پانچویں سے بڑھا کر آٹھویں جماعت تک کر دیا گیا۔ اور نئے تعلیمی اداروں کی سفارش کی گئی۔

علیٰ تعلیم:- 16 سے 23 سال کے عمر کے بچوں کے لیے علیٰ تعلیمی اداروں میں تعلیم حاصل دینے کی سفارش کی گئی۔ طلبہ کو علیٰ تعلیم دی جائے گی داخلہ میرٹ پر کیے جائیں گے سائنس اور آرٹس دونوں پر برابر توجہ دی جائے گی۔

ضابطہ اخلاق:- پہلی بار ضابطہ اخلاق کو اساتذہ کی تربیت کے لیے ضروری سمجھا گیا

ذریعہ تعلیم:- اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کی سفارش کی گئی

Q. No. 2 Part (vi) سوال نمبر 2 جز (vi)

متوسط طبقہ:- متوسط طبقہ تعلیم کو سرمایہ کاری سمجھتا ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم دینے کے لیے پہلے ان پر خرچ کیا جاتا ہے ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ابتدائی تعلیم مفت ہے لیکن ابتدائی تعلیم کا مقصد طلبہ کو علیٰ تعلیم کے لیے تیار کرنا ہے۔ صرف ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد طلبہ کو روزگار نہیں ملتا بلکہ علیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد طلبہ نے جس مضمون میں بہتر تعلیم حاصل کی ہوتی ہے اس سے متعلق ملازمت سکتا ہے جس کے لیے کافی زیادہ پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جو غریب لوگ ہیں یا درمیانے کے درجے لوگ تعلیم کی ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو مختلف ملازمتیں سکھاتے ہیں۔ جس سے ان کے گھر کا نظام چلتا رہتا ہے۔ بچے بھی کما کر لاتے ہیں اپنی گھریلو زندگی کو بہتر بناتے ہیں لیکن اگر یہی بچے تعلیم حاصل کریں تو مستقبل میں ترقی یافتہ افراد کی تعداد بڑھے گی سکتی ہے لیکن غریبت کی وجہ سے لوگ تعلیم کو سرمایہ کاری سمجھتے ہیں۔

Q. No. 2 Part (vii) — سوال نمبر 2 جز (vii)

تعلیم نسواں کی رکاوٹیں:-

قدامت پسندی:- افراد اپنی خواتین بچیوں کو تعلیم حاصل کرنے نہیں دیتے کیونکہ وہ قدیم روایات کی پابندی کرتے ہیں اور قدیم روایات میں عورت کا پڑھنا لکھنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔

تعلیمی اداروں کی کمی:- تعلیمی اداروں کی کمی بھی تعلیم نسواں کی اہم رکاوٹ ہے۔ بعض تعلیمی ادارے ایسے ہیں جہاں لڑکے لڑکیوں کو ایک تعلیم دی جاتی ہے۔ جبکہ والدین اچھا نہیں سمجھتے۔ لڑکیوں کے تعلیمی اداروں کی کمی ہے جہاں صرف لڑکیوں کو تعلیم دی۔

ناموزوں نصاب:- پورے ملک میں سب بچوں کے لیے نصاب ایک جیسا ہوتا ہے۔ خواتین کے لیے ایسا نصاب موجود نہیں جو ان کو زندگی میں درپیش آتے ہیں۔

عدم تحفظ:- خواتین کے لیے تحفظ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ خواتین جب باہر نکلتی ہیں ان کو مختلف نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور دیگر مسائل ہیں جو ان کی کارکردگی میں رکاوٹ کا باعث ہیں۔

منفی امتیاز:- عورتوں کو اس وجہ سے نہیں پڑھنے دیا جاتا کیونکہ وہ عورت ہے پڑھ لکھ کر کیا کرے گی۔

Q. No. 2 Part (viii) — سوال نمبر 2 جز (viii)

قومی تعلیمی پالیسی 1992

ابتدائی تعلیم:- اس تعلیم میں ابتدائی تعلیم کو مفت کرنے کی سفارش کی گئی۔ اور نئے نئے تعلیمی اداروں کے قیام کی سفارش کی گئی تاکہ شرح خواندگی میں اضافہ کیا جا سکے۔

کمپیوٹر کی تعلیم:- کمپیوٹر نے انسانی زندگی میں انقلاب برپا کیا ہوا ہے آج کل دنیا کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جہاں کمپیوٹر سے فائدہ نہ اٹھایا جا رہا ہو اسلیے کمپیوٹر کو شامل نصاب کر دیا گیا۔

اخراجات:- 1993ء اب کو تعلیم پر خرچ کرنے کی سفارش کی گئی اور 36 نئی اداروں کے لیے مختص کی گئی۔

تعلیمی اداروں کا قیام:- سکولوں کی تعداد 48487 کو بڑھا کر 93500 کالجوں کی تعداد 535 سے بڑھا کر 935 کرنے کی سفارش کی اور یونیورسٹیوں کی تعداد 93 سے بڑھا کر 93 کرنے کی سفارش کی گئی۔

ذریعہ تعلیم: ذریعہ تعلیم اردو کو بنانے کی سفارش کی گئی۔

Q. No. 2 Part (ix) سوال نمبر 2 جز (ix)

نظم و ضبط: ہر تعلیمی ادارے میں اصولوں ضوابط طے ہوتے ہیں معمولات ہوتے ہیں طلبہ کا ان معمولات کی پیروی کرنا نظم و ضبط کہلاتا ہے۔

خاص ذرائع بروئے کار لاتے ہوئے افراد کے کردار کو کنٹرول کرنا نظم و ضبط کہلاتا ہے

نظم ضبط کا فقدان:

کلاسوں کا بائیکاٹ: طلبہ بلاوجہ کلاسیں کا بائیکاٹ کرتے ہیں کلاسیں بنک لیتے اور تفریح کرکے وقت گزار دیتے ہیں۔

سیاسی گروہوں کا حصہ بننا: طلبہ کا احتجاج کرنا سیاسی گروہوں کا حصہ بنانا تعلیمی نتائج کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔

اساتذہ کی عدم توجہ: اساتذہ اپنے فرائض صحیح طور پر انجام نہیں دیتے طلبہ کی نگرانی نہیں کرتے۔

انتظامیہ کا ناقص کردار: انتظامیہ تعلیمی اداروں میں سہولیات کو یقینی نہیں کرتا جن میں پینے کے صاف پانی، بجلی، صحت کی سہولیات شامل ہیں۔

Q. No. 2 Part (x) سوال نمبر 2 جز (x)

یونیورسٹی کی تعلیم:

اعلیٰ درجے کی تعلیم یونیورسٹی کی تعلیم کہلاتی ہے ملک کا گورنر اپنے صوبے میں قائم یونیورسٹیوں کا **Chancellor** چانسلر جبکہ وزیراعلیٰ **Pro Chancellor** پرو چانسلر ہوتا ہے۔ یہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کے معاملات اور انتظامات کی نگرانی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہائیر ایجوکیشن کمیشن قائم ہے جو طلبہ کو وظائف دیتا ہے اور ان کی بنیادی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ یونیورسٹیوں میں ایک **وائس چانسلر** ہوتا ہے اس کے علاوہ **سینڈیکیٹ اور سینیٹ** کے ادارے قائم ہیں جن میں ماہرین تعلیم، صحافی، طلبہ، اساتذہ وغیرہ شامل ہیں جو یونیورسٹی کے امور کی انجام دہی میں وائس چانسلر کی مدد کرتے ہیں اس کے علاوہ امتحان کنٹرولر بھی ہوتا ہے جو امتحانات کا انعقاد کرتا ہے امتحانات سے متعلقہ عام امور کی نگرانی کرتا ہے۔ خازن رجسٹرار بھی یونیورسٹی یونیورسٹیوں میں ہوتے ہیں۔ یونیورسٹیوں میں طلبہ کو ان کی قابلیت کے مطابق ڈگریاں دی جاتی ہے

Q. No. 3 (Page 1) سوال نمبر 3 (صفحہ 1)

امام غزالی :- آپ کا نام امام غزالی تھا۔ آپ مشہور تعلیم ماہر تھے۔ آپ نے قرآن و حدیث، فقہ، فقہ وغیرہ کو بہت اہمیت دی ہے۔ آپ کی مشہور تصنیف **کیمیائے سعادت**، **احیاء العلوم** ہے۔

تعلیمی تصورات :- امام غزالی نے تعلیم میں کا کہنا ہے کہ تعلیم کے بغیر کسی چیز کی حقیقت کو سمجھا نہیں جا سکتا۔ امام غزالی نے قرآن حکیم کی تعلیم کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے یعنی وہ تعلیم جو وحی کے ذریعے حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی ہے کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ ہے۔ جس میں کسی قسم کی کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے۔

مقاصدِ تعلیم :-

رضائے الٰہی :- رضائے الٰہی سے مراد ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا جائے اس میں دکھاوے کا کوئی پہلو موجود نہ ہو۔ ہر عمل اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے۔ اللہ کس حال میں راضی رہنا چاہیے۔

معرفتِ الٰہی :- معرفتِ الٰہی کا مطلب اللہ تعالیٰ پر ایمان۔ امام غزالی کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی پہچان تعلیم کے بغیر ممکن نہیں

اخلاقی اقدار کا فروغ :- تعلیم اور امام غزالی کے نزدیک تعلیم کا بڑا مقصد اخلاقی اقدار کا فروغ ہے۔ حضرت محمد ﷺ اور صحابہ کرام نے اخلاقی اقدار پر بہت زور دیا ہے۔ تعلیم کے ذریعے طلبہ میں سچائی، دیانت داری جیسی عادات پیدا کرنا تعلیم کا بڑا مقصد ہے۔

Q. No. 3 (Page 2) سوال نمبر 3 (صفحہ 2)

عملی اقدار کی نشوونما:- تعلیم کے ذریعے طلبہ میں عملی اقدار پیدا کرنا تعلیم کا مقصد ہے۔ تعلیم ذریعے طلبہ میں مثبت کردار میں بہتری لانا تاکہ طلبہ اچھائی برائی، نیکی بدی، خیر اور شر میں تمیز کرے۔

معاشی خود کفالت:- امام غزالی کے نزدیک طلبہ کو تعلیم کے ذریعے معاشی طور پر مستحکم بنانا ہے تاکہ طلبہ نہ صرف تعلیمی لحاظ سے بلکہ معاشی لحاظ سے بھی مستحکم ہوں۔

نصاب:- امام غزالی نے نصاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اختیاری اور لازمی۔ اختیاری مضامین فلسفہ، طب، انجینئرنگ، صنعت و دیگر جیسے علوم شامل ہیں وہ علوم جن کے بغیر معاشرہ نہیں چل سکتا۔ ان میں سے اگر کچھ اس تعلیم سے واقف ہو تو معاشرے کا نظام چلتا رہے گا۔ اور لازمی مضامین میں قرآن، حدیث، فقہ، تصوف جیسے مضامین شامل ہیں ان کو امام غزالی نے **فرض کفایہ** کہا ہے۔

تدریسی طریقے:-

طلبہ کی ذہنی استعداد:- طلبہ کو ان کی ذہنی استعداد کے مطابق تعلیم دینی چاہیے ان کی عمر سے بڑھ کر کوئی بھی موضوع نصاب میں شامل نہیں کرنے چاہیے اس سے تعلیمی مقاصد پورے نہیں ہوتے۔

طلبہ کی دلچسپی:- طلبہ کو ان کی دلچسپیوں کے مطابق تعلیم دینی چاہیے۔ کیونکہ جس چیز میں بچوں یا اولاد کی دلچسپی موجود ہو وہی کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

Q. No. 3 (Page 3) سوال نمبر 3 (صفحہ 3)

منظم آموزش :- طلبہ کو درجہ بدرجہ تعلیم دینی چاہیے پہلے تھوڑی آسان چیز سکھانی چاہیے پھر تھوڑے مشکل موضوعات کو زیرِ بحث لانا چاہیے اور پھر طلبہ کی باقاعدگی سے تعلیم و تربیت کرنی چاہیے۔

اسباق کی تیاری :- اساتذہ کو اپنے اسباق کی تیاری کر کے بچوں کو تعلیم دینی چاہیے۔ طلبہ کو مثالوں کے ذریعے سمجھانا چاہیے تاکہ وہ تعلیمی مقاصد کو پورا کریں اور اسباق کو اچھی طرح سمجھیں۔

سابقہ اسباق سے منسلک :- سابقہ اسباق کی مثالیں دے کر سابقہ اسباق کے کچھ مضامین یاد دہانی کروا کر طلبہ کو نئے مضامین کی تیاری کرانی چاہیے۔

استاد اور شاگرد کے تعلقات :-

استاد کو چاہیے کہ وہ طلبہ کو نصیحت کرتا رہے۔

طلبہ کو اظہارِ رائے کی آزادی دی جائے۔

طلبہ کے ساتھ نرم رویہ رکھا جائے۔

استاد تعلیم دینے کے بدلے میں نوشامد کا ذرا بھی متمنی نہ ہو۔

استاد بچوں کو اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی طرح پڑھائے۔

طالب علم اپنے استاد پر بھروسہ کرے۔

Q. No. 4 (Page 1) 1979 قومی تعلیمی پالیسی سوال نمبر 4 (صفحہ 1)

1979 میں جنرل ضیاء الحق نے تعلیمی پالیسیاں مرتب کیں اور ان کی رپورٹ کونسل میں پیش کی گئی جنرل ضیاء الحق کی تشکیل کی گئی پالیسیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ابتدائی تعلیم: ۔ اس تعلیمی پالیسی میں ابتدائی تعلیم عام کرنے کی سفارش کی گئی نئے تعلیمی اداروں کا قیام عمل میں لانے کے منصوبے شروع کیے گئے۔ ابتدائی تعلیم کا دورانیہ پانچ سال سے بڑھا کر آٹھ سال جماعت کر دیا گیا کہ سرخ خواندگی میں کمی لائی جا سکے۔

مسجد مدرسہ: ۔ مسجدوں میں تعلیم دینے کی سفارش کی گئی۔ مسجد اور اس کے عمل سے فائدہ اٹھانے کے لیے مسجد میں قرآن حکیم کی تعلیم دینے کی زبردست مہم بنائی گئی اور تعلیم میں امام کی مدد کے لیے ایک استاد کا تقرر بھی کیا گیا۔

محلہ سکول: خواتین جو بعض مشکلات مسائل کے باعث اداروں میں تعلیم انجام نہیں دے سکتی وہ اپنے گھر میں تعلیم دینے میں پوتی اور قرآن پڑھانے میں ایسی معلمین کے لیے تنخواہیں مقرر کی گئیں۔

یونیفارم طلبہ کے لیے یونیفارم بنانے کی منصوبہ بندی کی لڑکوں کے لیے نیلی شرٹ اور پینٹ جبکہ لڑکیوں کے لیے نیلی قمیض اور سفید شلوار کا تعین کیا گیا۔

Q. No. 4 (Page 2) سوال نمبر 4 (صفحہ 2)

نجی تعلیمی اداروں کا قیام:- 1972 کی تعلیمی پالیسی میں نجی تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا گیا لیکن اس پالیسی میں نجی اداروں کے قیام کی اجازت دی گئی۔

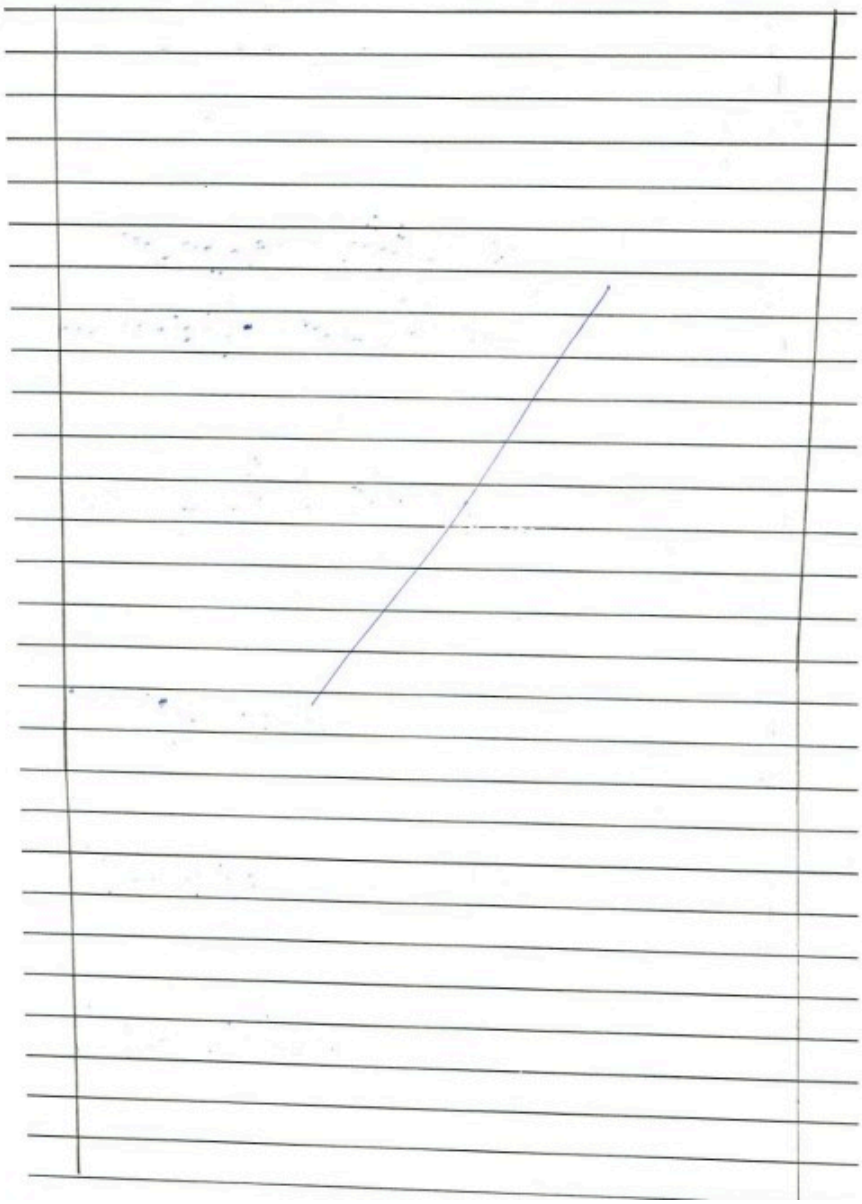
نظام امتحان:- پہلی جماعت سے آٹھویں تک کے سالانہ امتحانات سکولوں میں ہی لیے جائیں گے اور دسویں سے بارہویں تک کہ طلبہ کے سالانہ امتحان بورڈوں کے سپرد کر دیے جائیں۔

ذریعہ تعلیم:- ذریعہ تعلیم اردو بنانے کی سفارش کی کیونکہ پاکستان میں رہنے والے لوگ انگریزی پر زیادہ عبور نہیں رکھتے تھے۔ مڈل تعلیم بھی اردو میں دینے کی سفارش کی گئی۔

دینی مدارس سکول:- وہ طلبہ جو تعلیم حاصل نہیں کر رہے یا تعلیم کو ترک کر چکے ہیں ان طلبہ کے لیے دینی مدارس سکول کھولنے کی سفارش کی گئی۔

سپیشل تعلیم:- ایسے طلبہ جو جسمانی طور پر معذور ہیں یا جن کا سیکھنا بہت کم ہے گو کہ شامل ہیں ان کی تعلیم و تربیت کے لیے ادارے قائم کیے جائیں ان کو فنی سکھائے جائیں تاکہ یہ بھی معاشی طور پر مستحکم ہو سکیں۔

Q. No. 4 (Page 3) سوال نمبر 4 (صفحہ 3)



Q. No. 5 (Page 1) سوال نمبر 5 (صفحہ 1)

تحریک علی گڑھ :-

تحریک علی گڑھ کی بنیاد سر سید احمد خان نے رکھی۔ یہ وہ دور تھا جب مسلمانوں پر تعلیم کے دروازے بند کر دیے گئے مسلمانوں کا مالوس ہونے اور سر سید کی کوششوں کی بدولت مسلمانوں کو میں امیدیں بیدار ہوئی۔

سر سید کی کوششیں :-

سائنٹیفک سوسائٹی :- سر سید نے 1864 میں قائم کی۔

علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ :- ایک ہفت روزہ اخبار جاری کیا یہ اخبار 1866 کو جاری کیا گیا۔

علی گڑھ کالج :- 1875 میں محمڈن انجولش اورینٹل کالج سکول قائم کیا جو بعد میں کالج کی شکل اختیار کر گیا

تعلیمی کمیٹی :- 1870 میں بنارس میں تعلیمی کمیٹی ماہرین تعلیم کو بلائی اور تعلیمی مسائل پر لکھنے کی دعوت دی

تعلیمی کانفرنس :- 1905 میں تعلیمی کانفرنس کی بنیاد ڈالی۔

Q. No. 5 (Page 2) سوال نمبر 5 (صفحہ 2)

تحریک علی گڑھ کے اثرات:

1 **مغربی علوم کا فروغ:** — تحریک علی گڑھ کا بنیادی مقصد مسلمانوں کو انگریزی علوم سے آشنا کرنا تھا کیونکہ ہندو نے تو ان کے علوم حاصل کر کے ملازمتیں اور تعلیم حاصل کر لی لیکن مسلمانوں نے ایسا نہ کیا سر سید احمد خان کی تحریکوں کے باعث مسلمانوں نے بھی تعلیم حاصل کی سیاسی، سماجی اور تعلیمی لحاظ سے مستحکم ہو گئے۔

2 **انگریزوں کے ساتھ مصالحت:** — ہندو نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان کسی بھی لحاظ سے ان سے آگے جائیں اس لیے انہوں نے انگریزوں اور مسلمانوں کے درمیان اختلاف پیدا کیا تحریک علی گڑھ کی تحریکوں کے باعث انگریزوں کو مسلمانوں کے احساسات سے آگاہ کیا گیا اور مسلمانوں کو انگریزی حکومت کی ترقی یافتہ خصوصیات سے آگاہ کیا گیا

3 **معاشی خود کفالت:** — ہندو نے انگریزوں کی بنائی ہوئی پالیسیوں پر عمل کر کے سرکاری ملازمتیں حاصل کر لی لیکن مسلمانوں نے انہیں نہ کیا سر سید احمد خان نے مسلمانوں کو انگریزی سیکھنے کی طرف راغب کیا ان کے لیے تعلیمی ادارے قائم کیے تو مسلمانوں نے بھی ملازمتیں حاصل کیں اور معاشی طور پر مستحکم ہو گئے

4 **محدود سیاسی نظریہ:** — تحریک علی گڑھ کی بنیاد رکھتے ہوئے عزیز نے کہا کہ **مسلم جھنڈے دائیں ہاتھ میں ہو گا بنیچے ساتھ بائیں ہاتھ میں اور "لا الہ الا اللہ" کا تاج جھنڈے سر پر ہو گا۔**

5 **اردو زبان:** — مسلمان فارسی اور اردو میں زیادہ مہارت رکھتے اور ان کا ذریعہ تعلیم بھی فارسی اور اردو تھا۔ لیکن انگریزوں نے انگریزی کو ذریعہ تعلیم بنایا سر سید احمد خان نے سائنٹیفک سوسائٹی قائم کی جہاں انگریزی کتابوں کے ترجمے اردو میں کیے گئے اس سے کچھ مسلمان انگریزی سے واقف بھی ہوئے اور ان کو انگریزوں کی خصوصیات کے بارے میں آگہی بھی ہوئی۔

Q. No. 5 (Page 3) سوال نمبر 5 (صفحہ 3)

تحریک پاکستان:- سر سید احمد خان کو تحریک پاکستان کا بانی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے برصغیر میں قومیت کی بنیاد رکھی تک دی۔ اور مسلمانوں کی ترقی کے لیے تن من دھن کی بازی لگا دی۔